استقبالِ رمضان المبارک

سید عزیز الرحمٰن *

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں رمضان المبارک کے عظیم اور بابرکت مہینے کی آمد اور اس کے مقام اور اہمیت کے متعلق صحابہ کو تعلیم دی۔ ہم آمدِ رمضان کے موقع پر آج کی نشست میں اسے اپنے قلوب واذہان میں تازہ کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! تمہارے اوپر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس مبارک مہینے کی ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں قیام (تراویح) کو نفلی عبادت مقرر کیا ہے، جو شخص اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (سنت، نفل) ادا کرے گا تو اس کو رمضان کے علاوہ دوسرے ایام کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا، اور اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب رمضان کے علاوہ اور ایام کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور اس مہینے میں مومنوں کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے افطار کرایا تو اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور آتشِ دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزے دار کے ثواب میں سے کوئی کمی کیے بغیر روزے دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی ثواب عطا فرمائے گا جو ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ پر یا لسی کے ایک گھونٹ پر کسی روزے دار کو روزہ افطار کرادے۔ یہ ایسا مبارک مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ سے نجات ہے، جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام (ملازم، خادم) کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اسے دوزخ سے آزاد کردے گا، اس مہینے میں تم چار خصلتوں کے لیے خوب کوشش کرو، دو خصلتیں وہ ہیں جن سے تمہارا رب راضی ہوگا اور دو خصلتیں وہ ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ دو وہ خصلتیں جن سے تمہارا رب راضی ہوگا یہ ہیں: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگنا۔

* مدیر: ششماہی ''السیرۃ'' کراچی

اور دو خصلتیں جن سے تم بے نیاز نہیں رہ سکتے یہ ہیں: (۳) اللہ سے جنت کا سوال کرنا (۴) دوزخ سے پناہ مانگنا، اور اس جس شخص نے کسی روزے دار کو پلایا تو اللہ اسے میرے حوض (حوضِ کوثر) سے ایسا مشروب پلائے گا جس کے پینے کے بعد اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔'' (الرغیب والترہیب، ج ۲: ص ۲۱۸)

غور کیا جائے تو اس روایت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ اس طویل خطبے میں ہمارے لیے رمضان المبارک کے حوالے سے جامع ہدایات موجود ہیں، چند نکات کا ذیل میں جائزہ لیتے ہیں:

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور خطبے کا آغاز رمضان المبارک کی عظمت کے بیان سے ہوتا ہے۔ آپ کے خطبۂ مبارکہ کا پہلا پیغام یہ ہے کہ یہ ماہِ مبارک سال کے دیگر گیارہ مہینوں کی مانند نہیں ہے، جس کے نہ آنے سے ہمارے معمولات میں کوئی تغیر آتا ہے، نہ جن کے رخصت ہونے پر ہماری زندگی اور شب و روز کے معاملات تبدیل ہوتے ہیں بلکہ یہ مہینہ اُن سے ہٹ کر ہے، اس لیے اس کے آغاز پر ہمارا رویہ بھی عام معمول سے ہٹ کر ہونا چاہیے۔ یہ عظیم مہینہ ہے، یہ برکتوں والا ہے، خصوصاً اس میں ایک ایسی رات بھی پوشیدہ ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس ماہ مبارک کے عشرۂ آخر کی طاق راتوں میں پوشیدہ ہے، جس کو تلاش کرنے اور اس میں عبادت کرنے کی تاکید اور حکم ہے، یہ رات اس امت کی خصوصیات میں سے ہے، جس سے دوسری کسی امت کو نہیں نوازا گیا۔

(۲) اس مہینے کا خاص وظیفہ دو عبادتیں ہیں، دن کے اوقات میں روزہ اور اس کی شب میں تراویح، یہ دونوں عبادتیں اس معنی میں اسی ماہِ مبارک کے ساتھ خاص ہیں کہ دیگر ایام میں ان کی حیثیت نفل سے زیادہ نہیں، اس لیے ان کی ادائیگی کے لیے خاص سرگرمی، خاص ذوق وشوق اور خاص دلچسپی کا مظاہرہ ایمان کا تقاضا ہے۔

(۳) اس مہینے کی برکات بے شمار ہیں، اور اس کے فضائل بیش بہا، جن میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بھی ہے کہ اس میں عبادت کے درجات اور اس پر ملنے والا اجر اور انعام بڑھا دیا جاتا ہے اور کس شرح سے؟ اصل سے ستر گنا زیادہ اور اس مہینے کا نفل عام ایام کے فرض کے برابر ثواب اور قدر و قیمت رکھتا ہے، جب کہ اس مہینے کا فرض عام ایام کے ستر فرضوں کے برابر ثواب کا حامل ہے۔ اور یہ بات عام ایام رمضان کی ہے، اگر لیلۃ القدر کے ثواب اور اجر کا جائزہ لیں تو بات کئی ہزار گنا تک جا پہنچتی ہے۔ اس ایک مثال سے اس ماہ مبارک کی برکتوں کے بارے میں اندازہ کیا جا سکتا ہے جب کہ اس کی برکات کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(۴) یہ مہینہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد میں بھی ہم سے سرگرمی کے مظاہرے کی امید کرتا ہے اور اس پہلو پر بھی ہماری توجہ دلاتا ہے، ہم کہ عام ایام میں اگر عبادات کو ادا کر بھی لیتے ہیں تو حقوق العباد عام طور پر ہماری توجہ سے محروم رہتے ہیں۔ یہ صورتِ حال ہمارے ایمان کی کمزوری کی علامت ہے، اس لیے یہ ماہِ صیام ہمیں اس حوالے سے بھی اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو دور کرنے کا ایک موقع عطا کرتا ہے، اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح محض چند رسمی عبادات کا مجموعہ نہیں، اس کا پورا نظام ہے، جس میں حقوق

اللہ اور حقوق العباد کو مکمل اعتدال کے ساتھ بالکل بیلنس کر کے رکھا گیا ہے۔

(۵) اس مہینے میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات کو پروان چڑھانا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ہمارے آس پاس اور دائیں بائیں کس نوعیت کی احتیاج اور ضرورتیں رکھنے والے افراد تو نہیں ہیں؟ جن کی خاموش اور خفیہ مدد کر کے اپنا رمضان کامیاب بنا سکیں۔ یاد رکھئے کسی مستحق کے ساتھ خیر خواہی ہمارے ایمان کا تقاضا، ہماری ذمے داری کا حصہ، رمضان المبارک کا ہم سے ایک اہم مطالبہ اور خود ہماری ایک ضرورت ہے، اور اس کے لیے نہ کسی تنظیم کی ضرورت ہے، نہ پراپیگنڈے کی، نہ تشہیری ذرائع کی، ضرورت صرف سوز وگداز دل اور اپنی ذمے داریوں کو پہچاننے کی ہے پھر اس مقصد کے لیے کسی لمبے چوڑے سرمائے کی بھی حاجت نہیں، اپنی گنجائش میں رہتے ہوئے محدود بلکہ محدود ترین سرمائے سے بھی یہ کام ہوسکتا ہے۔

اس خطبۂ مبارکہ میں اس جانب اشارہ فرمایا گیا کہ پانی کے ایک گھونٹ پر کسی کو افطار کرادینا بھی باعث اجر وثواب ہے، اس کا مفہوم یہ نہیں کہ خود تو انواع واقسام کی لذتوں سے محظوظ ہوں اور مستحقوں کو پانی کا گلاس پکڑا کر فخر محسوس کریں، یہ حکم اس وقت ہے جب کوئی اور چیز میسر نہ ہو۔

(۶) انسان جب کوئی چھوٹا سا نیک کام بھی کرتا ہے تو اس کی فطرت اس کا تذکرہ چاہتی ہے، یہ تذکرہ بعض اوقات احسان جتانے کی حدود میں بھی داخل ہوجاتا ہے، جو فریق ثانی کے دلی تکدر اور ذہنی اذیت کا باعث بنتا ہے، اس لیے اس سے بھی منع فرمایا گیا اور فرمایا کہ ہر نیک کام سے مقصود ذاتی تشہیر نہیں ہونی چاہیے بلکہ نیت خالص اللہ کی رضا کے حصول کی ہونی چاہیے، تب ہی ان نعمتوں کے حق دار بنوگے جن کا وعدہ کیا جارہا ہے۔

(۷) اس مہینے میں ہم نے تجدید ایمان بھی کرنا ہے، تجدید ایمان کا مفہوم ہے اپنی وفاداریوں کو چیک کرنا اور خود احتسابی سے اپنے آپ کو گزار کر دیکھنا کہ اگر ہم زبان سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کررہے ہیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمارا عمل کس حد تک ہمارے ان دعووں کی تصدیق کرتا ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ دعوے ادھورے ہوں یا ہمارا عمل خود ہمارے دعووں کی تکذیب کررہا ہو، اور اگر بالفرض ماضی میں ہم اس کوتاہی کا شکار رہے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک موقع عطا کیا ہے جس کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے ایمان کو از سر نو تازہ کریں اور اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

(۸) دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، اس سے بھی اس ماہِ مبارک میں بڑھ چڑھ کر کام لینا ہے، ہمیں ہر طرح کی فلاح اور خیر اللہ سے مانگنی ہے، خصوصاً جنت کا سوال کرنا ہے جو ہمارا مقصدِ اصلی اور مسکن اصلی ہے اور دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرنی ہے کہ وہی مؤمن کی امیدوں کو قائم رکھنے والا، اس کی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور انھیں ہر طرح کی فلاح اور کامیابیاں عطا کرنے والا ہے۔